بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ یورپ کے امتیازی سلوک کے مضمرات ومحرکات

گزشتہ دنوں ۲۷/اپریل ۲۰۰۵ء کوحضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ دورۂ یورپ سے واپس پہنچے تو جامعہ دارالعلوم حقانیہ پہنچنے پر ہزاروں افراد نے دورویہ کھڑے ہوکران کا استقبال کیا۔اور ''فاتح یورپ'، مردمومن مردِحق سمیع الحق سمیع الحق'' کے نعروں سے خیر مقدم کیا۔اس موقع پر بعداز نماز مغرب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے جامع مسجد میں یورپی دورے کے حوالے سے اہم خطاب فرمایا۔جسے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے من وعن پیش کیا جارہا ہے۔موقع کی اہمیت اور حالات حاضرہ کے تناظر میں یہ اہم خطاب اداریے کے صفحات پر پیش خدمت ہے۔　(ادارہ)　(نقل وترتیب　حافظ عرفان الحق حقانی)

قابل قدر طلباء اور معزز اساتذہ کرام! میں آپ کے اس استقبال اور اظہار محبت پر نہایت ممنون وشکرگزار ہوں۔میری اپنی خواہش بھی یہی تھی کہ اپنے طلباء کرام سے جلد از جلد ملاقات ہو۔اس موجودہ مسئلہ کی تفصیلات آپ روزانہ سنتے اور دیکھتے ہوں گے۔ملکی اور غیر ملکی پریس میں ذکر آرہا ہے۔

شر سے خیر کا پہلو:

دورہ حدیث شریف کے طلباء کو یاد ہوگا کہ میں نے جاتے وقت کلاس میں اشارتاً کہا تھا کہ ہمارا ایک بیرونی سفر ہے۔آپ دعا کریں کہ اللہ یہ سفر سیروسیاحت کی بجائے دین کے فائدے کا سبب بنائے۔یورپ کا سفر کب دین کے لئے ہوسکتا ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ دین کی حفاظت کرتا ہے اور شر سے خیر کا پہلو نکال لیتا ہے۔یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔حضرت شیخ الحدیث (مولانا عبدالحقؒ) کے مزار پر بھی میں نے یہی دعا کی تھی کہ یہ سفر جیسا بھی ہے یا اللہ اس کے ذریعے مجھے یورپ میں اپنے طلباء، دینی اداروں اور جہاد واسلام کا ترجمان بنادے۔اللہ تعالیٰ نے اس طرح غیبی اسباب مہیا کیے وہ لوگ خاص طور پر مجھ سے پریشان نظر آرہے تھے اور اسی لئے امتیازی سلوک روا رکھا، تحقیر و تذلیل کی جرأت تو انہوں نے کی ہی نہیں اور الحمدللہ نہ کرسکتے ہیں۔زیادہ سے زیادہ یہی کیا کہ مجھے ایک کمرے میں

بڑے احترام کے ساتھ بٹھایا اور ہمارا وفد باہر ٹھہرا رہا اور کہا کہ ہم ان سے کچھ معلومات کرتے ہیں۔ براہ راست مجھ سے پوچھ کچھ نہیں کر رہے تھے' کمپیوٹر سے میرا پاسپورٹ چیک کیا' پھر اپنے حکمرانوں سے رابطہ میں رہے کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔ شاید خیال یہ تھا کہ کسی طرح انہیں گھیر گھار کر واپس کر دیں گے۔

اراکین وفد کا مضبوط سٹینڈ:

ہمارے وفد میں بڑے مضبوط اور بااثر لوگ تھے۔ اس میں مسلم لیگ نواز گروپ کا ممبر سردار مہتاب عباسی بھی تھا' جماعت اسلامی کے پروفیسر خورشید احمد بھی تھے۔ پیپلز پارٹی اور بینظیر وزرداری صاحب کے خاص معتمد وکیل سردار لطیف کھوسہ بھی تھے۔ چار افراد اپوزیشن کے اس وفد میں شامل تھے۔ اور چار افراد حکومتی گروپ مسلم لیگ (ق) سے تعلق رکھنے والے تھے اس وفد کے لیڈر ہماری فارن کمیٹی کے چیئرمین سید مشاہد حسین تھے' ہم سب وفد کے ارکان فارن کمیٹی کے ممبر تھے۔ جس کا کام مختلف امور پر بیرونی ممالک سے مذاکرات اور گفت وشنید کرنا اور خارجہ پالیسیوں کو ڈسکس کرنا ہوتا ہے۔ اس موقع پر میرے ان ساتھیوں نے بڑا مضبوط سٹینڈ لیا۔ بظاہر یہ لوگ یورپ سے بڑے مرعوب ہوتے ہیں مگر ان سب نے یہ قطعی فیصلہ کیا کہ ہم سب ائرپورٹ سے مولانا کے ساتھ واپس ہو جائیں گے۔

بیچ میں ہمارے وفد کے ساتھی بار بار پوچھتے بھی رہے کہ یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو' یہ تو پارلیمنٹ کا وفد ہے ان کے حالات آپ کو معلوم ہیں' ہر ممبر کی تفصیلات اور بائیوڈیٹا آپ کے پاس پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم وزیر داخلہ کے حکم سے مجبور ہیں' ہمارے دفاتر بند ہو گئے اور ہمیں خصوصی طور پر شام 6:00 بجے احکامات جاری کئے گئے' کہ ائرپورٹ پہنچیں۔ ہم برلن سے پونے سات بجے بلجیئم پہنچے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ وزارت داخلہ کا پورا دفتر ہی ایئرپورٹ منتقل کیا گیا ہے' گویا کوئی بہت بڑا طوفان آنے والا ہے۔ ایک مولوی اور طالب علم کسی کے ساتھ کیا کرے گا۔ لیکن یہ ایک خدائی دہشت وہیبت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان پر طاری کر دیا۔ اگر کوئی افغانستان کے غاروں میں بیٹھے ہیں یا وزیرستان کی سرنگوں اور وادیوں میں لیکن وہ ڈر کے مارے لرز رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نصرت بالرعب مسیرۃ شہر اسلام کی حقانیت کی ہیبت اللہ نے ان پر طاری کر رکھی ہے۔

وہاں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی جب وہ سمجھے کہ اب یہ ممبران (وفد) حالات خراب کر رہے ہیں تو مجھے اس تفتیشی کمرے سے واپس لایا گیا' کچھ دیر بعد میرا پاسپورٹ اور سفری دستاویزات بھیج دیئے گئے۔ اور مجھ سے ایک کاغذ پر دستخط کروائے گئے کہ کہ اگلے ۲۴ گھنٹے کے اندر مجھے بلجیئم سے جانا ہوگا۔

یورپی یونین کا وفد سے ملاقات سے انکار:

دوسرے دن صبح وہاں یورپی پارلیمنٹ کے لوگوں سے ملاقات تھی۔ ماسوائے انگلینڈ کے یورپ کے تمام ممالک کا جس میں درجنوں ممالک ہالینڈ' جرمنی' فرانس وغیرہ شامل ہیں ان کی ایک مشترکہ پارلیمنٹ ہے اور ان کا آپس

میں مشترکہ نظام ہوتا ہے ان (یورپی پارلیمنٹ) کی مختلف کمیٹیاں ہیں' جیسے خارجہ امور کے لئے علیحدہ' ساؤتھ ایشیاء کی علیحدہ' پہلے سے یہ سب پروگرام طے ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بائیس رکنی کمیٹی کے ساتھ ہماری ملاقات تھی پھر کچھ اور گروپوں کے ساتھ پروگرام تھا۔ ہم صرف چوبیس گھنٹے کے لئے بلجیئم گئے تھے۔ شام کو واپس لندن جانا تھا' ہوٹل میں ہم صبح کا ناشتہ کر رہے تھے کہ اس دوران ہمارے وفد کے لیڈر کے پاس پاکستانی سفارتخانے کا ایک ذمہ دار افسر آیا اور اس کے کان میں کچھ کہا اور جناب مشاہد صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ لوگ تو بڑے بداخلاق ہیں' پیغام بھجوایا ہے کہ آپ کے ساتھ ہماری ملاقات میں مولانا سمیع الحق نہیں آئیں گے۔ یورپی یونین کا گروپ ان کے ساتھ ملاقات کرنے سے معذور ہے۔ مولانا کے علاوہ اگر وفد کے دیگر ارکان آنا چاہتے ہیں تو وہ بخوشی آسکتے ہیں۔ ہمارے وفد کے سربراہ مشاہد حسین نے بغیر کسی تردد کے اسی وقت ان کی پیشکش کو مسترد کر دیا اور کہا کہ اگر ملنا ہے تو مولانا سمیع الحق کے ہمراہ ملیں گے ورنہ ہمیں بھی نہیں ملنا۔ آپ اس پر سوچ لیں پھر ہمیں جواب دیں۔ ہمارے وفد کی مولانا کے بغیر ملاقات کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ ہمارا گمان یہ تھا کہ یہ لوگ دوبارہ کوئی اطلاع دیدیں گے کہ ہم اپنا فیصلہ واپس لیتے ہیں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم سمجھ گئے کہ وہ اپنا فیصلہ واپس نہیں لیتے۔ ہم سب نے بھی مل کر اتفاق سے اس ملاقات کا پروگرام منسوخ کر دیا۔

انسانی حقوق کی تنظیموں کا ڈرامہ:

بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ یہ کوئی ہنگامی فیصلہ نہ تھا۔ پہلے سے وہاں یورپی یونین وغیرہ کے کچھ افراد نے مختلف قسم کی افواہیں پھیلا رکھی تھیں۔ نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں نے مظاہرے کر رکھے تھے اور احتجاجی بینرز لگا رکھے تھے' بعض لوگوں نے بتایا کہ جلوس نکالنے کا ارادہ بھی کئے ہوئے تھے۔ لیکن پولیس نے روک دیا۔ بینروں پر ان کی طرف سے یہ لکھا ہوا تھا کہ سمیع الحق بہت بڑا خطرناک آدمی ہے۔ یورپی پارلیمنٹ اس کا استقبال نہ کرے۔ رات دس بجے ہم پہنچے تھے۔ صبح اس ملک کا ایک بڑا اخبار آیا۔ اسی رات ان کا بڑا پوپ ویٹیکن سٹی میں منتخب ہوا تھا اور یہ ایک بڑی خبر تھی۔

مغرب کی رجعت پسندی اور بنیاد پرستی:

خود یہ لوگ رجعت پسندی اور بنیاد پرستی میں اتنے ڈوبے ہیں کہ آپ ایک مہینے سے دیکھ رہے ہیں کہ پوپ کی موت کو مسیحیت پھیلانے کا ذریعہ بنایا گیا۔ ٹیلیویژن وغیرہ پر اس کو خوب پھیلایا گیا۔ دقیانوسی دور ظلمت اور جاہلیت کے دور کی رسومات تھیں تابوت کو سجدے کئے جا رہے تھے۔ وہ وہ رسومات کئے گئے کہ اس کے ذریعے انہوں نے پوپ کی لاش کو مسیحیت کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ بہرحال اس اخبار کا پہلا صفحہ مکمل عیسائیت کی ترجمانی اور پوپ کی تاج پوشی سے بھرا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ایک غیبی انتظام کر رکھا تھا۔ اخبار کا دوسرا آخری صفحہ مکمل ایک مولوی یعنی میری کہانی سے بھرا پڑا تھا۔ ساتھی ہنس رہے تھے کہ ان کے پوپ کے ساتھ ہمارے ایک مولوی کا مقابلہ ہوا۔ بڑی

تصاویر لگائی ہوئی تھیں اور لکھا تھا کہ یورپی پارلیمنٹ آج ایک بڑے ہی خطرناک دہشت گرد کا استقبال کر رہی ہے۔یعنی اس پر احتجاج کیا تھا۔تفصیلات میں اس ملک کی اپنی زبان میں طلباء دارالعلوم حقانیہ و نظام نصاب تعلیم اور اسامہ بن لادن کی کہانیاں لکھی تھیں۔اسامہ بن لادن کے متعلق لکھا تھا کہ وہ ان کا (سمیع الحق) کا ماتحت ہے۔یہ بھی لکھا تھا کہ انسانی حقوق کی تنظیموں نے احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کر رکھا ہے کہ یورپی پارلیمنٹ پر اس شخص کا سایہ بھی نہ پڑنے پائے' ورنہ یہ ہمارے ممبروں پر اثر انداز ہو جائے گا۔اسے یورپی پارلیمنٹ سے دور رکھا جائے۔بظاہر ان احتجاجوں کی وجہ سے یورپی پارلیمنٹ نے یہ حرکت کی۔یا از خود ایسا گراؤنڈ بنایا مگر یہ بہر حال اخلاقی اقدار جمہوریت' مہمان نوازی اور انسانی حقوق غرض ہر اعتبار سے منافی حرکت تھی۔ایک معزز پارلیمنٹ کا وفد ان کے ساتھ مذاکرات اور بات چیت کے لئے آرہا ہے اور یہ اپنے مہمانوں سے مذاکرات اور بات چیت کے لئے بھی تیار نہیں ہو رہے ہیں۔

ان کو شاید خطرہ تھا کہ یہ شخص جیب میں چھپا کر کوئی بم لائے گا اور پارلیمنٹ میں داغ دے گا۔ہر چیز اور ہر بات ان کو اب دہشت گردی اور تخریب کاری لگتی ہے۔اس سے ان کی ذہنیت کی عکاسی ہوتی ہے۔اس کے بعد ہم لندن گئے' جاتے وقت کچھ نہیں ہوا اور وفد کو میرے معیت میں جانے دیا گیا۔ہم نے وہاں پر پروگراموں میں شرکت کی نہ صرف علماء اور پاکستانیوں سے خطاب کیا بلکہ ان کی یونیورسٹیوں میں بھی جانے' بات چیت کرنے اور خطاب کا بھی موقع ملا۔ہم نے برٹش گورنمنٹ کے رویے کی تعریف کی مگر لندن کے واپسی پر ہیتھرو ائیرپورٹ واپسی کے سارے مراحل طے ہونے کے باوجود پھر تفتیشی افسروں نے وہی سلوک کیا ایک کمرے میں بٹھا کر کاغذات کی جانچ پڑتال کی گئی اور اس کی فوٹو سٹیٹ کئے گئے۔میں نے احتجاج کیا کہ ایسا رویہ کیوں ہے؟ جواب ملا کہ اس کا جواب ہماری وزارت خارجہ کے پاس ہوگا۔الغرض یہ سب کیوں ہوا؟ تو اصل بات یہ ہے کہ یہ اس صدی کی فیصلہ کن صلیبی جنگ ہے۔

اہانت نہیں انعام الٰہی:

اور یہ میری اھانت اور توہین کا مسئلہ نہیں ہے کچھ اخبارات نے بھی لکھا تھا کہ اہانت آمیز سلوک کیا گیا میں نے اس پر کہا کہ یہ اہانت تو نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے۔اس سارے سلسلے کو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان و کرم جانتا ہوں اور اسکو ذریعہ نجات و توشہ آخرت سمجھتا ہوں کہ یا اللہ میں عاجز اور گناہ گار آدمی ان کی آنکھوں کا کانٹا ہوں اور ان کے سینوں کے لئے ناسور بن چکا ہوں۔دشمن کی نظر میں جو آدمی بڑا خطرناک ہو اس سے نفرت کرتے ہیں تو ہم سب کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے'صرف میرے لئے نہیں آپ طلباء کے لئے' دارالعلوم کے لئے تمام دینی قوتوں کے لئے یہ ایک الٰہی اعزاز ہے میں اپنے رب کا اس پر شکر گزار ہوں کچھ حاسدین نے حسد کی وجہ سے کیا کیا فقرے کسے کہ یہ اہانت کا مستحق تھا۔کس کس قسم کے تبصرے اس پر آئے' ان کی طرف سے وہ کدورت بھی باہر آئی' جو

ان کے دلوں میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دکھلانا تھا کہ کون امریکہ و یورپ کا سچا دشمن ہے اور کون منافقین ہیں ؟

برسوں کی جدوجہد اور مغرب کا رویہ:

اس جنگ میں ہمارے برسہا برس صرف ہوئے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ ہم ان سے اپنے آپ کو چھپائیں۔ آپ سب طلباء کے علم میں ہوگا کہ گزشتہ آٹھ برس سے مغربی قوتوں کے ساتھ ہماری بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ ہم ان کا حقانیہ میں خیر مقدم کرتے ہیں۔ اسلامی اخلاق اور مہمان نوازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ گھنٹوں ان کو سمجھاتے ہیں۔ طلباء اکثر اس پر خفا بھی ہوتے تھے کہ ان کو مت آنے دو۔ لیکن میں کہتا کہ نہیں یہ تو دعوت و تبلیغ کے دروازے بند کرنے ہیں انہیں آنے دو کہ حقائق ملاحظہ کریں۔ اسلام میں کہاں دہشتگردی ہے؟ اسلام تو امن و سلامتی کا دین ہے۔ اور جہاد ضروری ہے۔ جہاد تو دہشتگردی کے قلع قمع کیلئے ہے۔ لیکن یہ لوگ (مغرب) مکالمے کے لئے تیار نہیں ہوتے نہ تو وہ مذاکرات کے قائل ہیں اور نہ ہی افہام و تفہیم کے۔ ہم کہتے ہیں کہ وقت کی ضرورت ہے کہ تم بات چیت کے لئے تیار رہو۔ بعض باتیں جو تم لوگوں تک پہنچتی ہیں ان کا جواب سنو، جہاد کے بارے میں، اسلام کے بارے میں، تم لوگوں نے جو دنیا تباہی کی طرف روانہ کر رکھی ہے۔ پہلے تو حقائق سمجھ لو لیکن ان مذاکرات اور مکالمات کے لئے وہ کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے لوگوں کو تاریکی میں رکھا ہے وہ اپنی پارلیمنٹ کے ممبروں سے بھی حقائق چھپاتے ہیں اور جہاں ان کے سامنے حقائق بیان کئے جاتے ہیں تو ہم نے دیکھا ہے کہ وہاں بہترین اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اس دورے میں ہم پہلے جرمنی گئے تھے۔ جرمنی میں ان لوگوں نے بڑا اچھا سلوک کیا۔ انہوں نے پروگرام مرتب کئے تھے۔ دو دن کے دوران ہم نے دس گروپوں کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ ناشتے پر، کھانے پر، رات صبح ہر وقت بات چیت رہی۔ وہ مجھ میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ کیونکہ وقت کا اہم مسئلہ یہی ہے۔ اسلام اور دہشت گردی و جہاد وغیرہ ۔ان لوگوں کی اس میں زیادہ دلچسپی تھی۔ انہیں ہمارے وفد کے ارکان نے بتایا بھی کہ طالبان اور افغانستان کے بارہ میں ۔(وہ اس بات کو پہلے سے بھی جانتے تھے) جو باتیں پوچھنی اور کرنی ہیں وہ ان سے کرلیں۔ ڈپٹی وزیر خارجہ اپوزیشن کے لیڈر اور ایشیائی گروپوں کے پارلیمانی سربراہان نے میرے ساتھ برلن میں کھل کر باتیں کیں۔ میں نے بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تم لوگ غلط فہمی میں پڑے ہو اور امریکہ سپر طاقت کے پروپیگنڈے کی زد میں آئے ہو۔

قربانیاں اور یورپ کی ناشکری:

میں نے انہیں بار بار جرمنی برطانیہ اور مختلف مقامات میں کہا کہ تم لوگ اتنے ناشکرے ہو کہ دنیا کی عظیم قربانی ہم نے دی۔ پاکستان اور افغانستان نے روس کے خلاف اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ افغان قوم نے 20 لاکھ افراد کی قربانیاں دیں۔ کئی لاکھ اپاہج و مفلوج ہوگئے۔ 50 لاکھ دربدر ہوگئے۔ جرمنی، پاکستان، ایران سب مہاجرین سے

بھرے ہیں۔ **15** سالہ طویل جدوجہد اور جہاد کا ثمر کیا نکلا؟ سوویت یونین ہماری قربانیوں سے تہس نہس ہوا۔ تمہارے سروں پر وہ ایک عذاب کی شکل میں مسلط تھا وہ ہماری جدوجہد کے نتیجے میں ختم ہوا۔ کل ہی روس کے صدر پیوٹن کا پارلیمنٹ میں سالانہ خطاب تھا۔ اس نے کہا ہے کہ روس کی شکست اس صدی کا سب سے بڑا خسارہ ہے۔ یعنی اتنا بڑا خسارہ کفار کو اس صدی میں نہیں پہنچا جتنا کہ روس کے ٹوٹنے سے پہنچا۔ یہ بڑا خسارہ کس چیز کے ذریعہ پہنچا۔ وہ جہاد کی برکت ہے۔ پھر تمام مشرقی یورپ کمیونسٹوں کے قبضہ اور شکنجہ میں تھا۔ وہ جہاد اور ہماری برکت سے آزاد ہوا۔ تمہارے یورپ کا آدھا حصہ اور سنٹرل ایشیا کی ریاستیں اس جہاد کے ذریعہ کمیونسٹوں کے تسلط سے آزاد ہوئے۔

دیوار برلن اور جرمن قوم کی تقسیم:

اور میں نے ان سے کہا کہ یہ برلن کی دیوار جس پر ہم اس وقت کھڑے ہیں یہ پچاس ساٹھ برس تک حائل رہی۔ یعنی ایک شہر کے بیچوں بیچ مکمل ایک دیوار تھی اس کے ایک طرف کمیونسٹوں کا برلن تھا اور دوسری طرف مغربی تھے جس کی تاریخ یہ ہے کہ جنگ عظیم کے اختتام پر یہ فیصلہ ہوا کہ جو فوجیں جہاں جہاں پہونچی ہیں وہیں پر رک جائیں۔ جو علاقہ جس کے قبضہ میں ہے اسی کا ہو گیا۔ پھر وہاں دیواز بنائی گئی جس کے آر پار کوئی آ جا نہیں سکتا تھا۔ باپ اِس طرف رہ گیا اور بیٹا اُس طرف۔ بیوی اِدھر اور شوہر اُدھر۔ پورا ایک شہر آدھا کر دیا گیا۔ ان پچاس ساٹھ برسوں میں کوئی اس طرف سے اس طرف نہ پھلانگ سکتا تھا نہ جھانک سکتا تھا دو طرفہ پولیس تعینات تھیں۔ اگر کوئی پھلانگنے کی کوشش کرتا تو اسے موقع پر شوٹ کر دیتے۔ وہ دیوار (برلن) ہم نے دیکھی اور اس پر آج بھی جگہ جگہ گولیوں کے نشانات بھی تھے۔

جرمن قوم کو تقسیم کر کے کمیونسٹوں نے جدا کر دیا تھا۔ جب ہم مسلمان جہاد میں کامیاب ہوئے اور روس تہس نہس ہوا تو دیوار برلن تم نے نہیں توڑی درحقیقت اس کا توڑ جہاد، اسلام اور طالبان کے نتیجہ میں آیا اور تم جرمن قوم ایک ہو گئے۔ دوسری طرف اس کے نتیجہ میں تمہارا آقا بُش (امریکہ) واحد سپر پاور بنا۔ میوہ پک گیا تو دامن تم لوگوں نے اس سے بھر لئے اور جن لوگوں نے اس میں قربانیاں دیں ان کیساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ افغانستان کو دوبارہ غلام بنا دیا گیا ان بیس لاکھ افراد کی قربانیوں کو ضائع کر دیا اور نیا آقا امریکہ ہمارے سروں پر بٹھا دیا گیا۔ پاکستان نے **12** سالہ جہاد میں اپنی تمام قوت داؤ پر لگا دی ممکن تھا کہ روس آ کر پاکستان کو بھی قبضہ کر لیتا لیکن ہم نے ان باتوں کو نہ دیکھا۔ مگر فتح کے بعد تم نے پھر آ کر افغانستان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ پھر وہاں خانہ جنگی شروع ہو چکی ہے ہمارے پاکستان کو ایک گونہ غلام بنا دیا افغانستان کے غلام بنانے کیلئے پاکستان کو استعمال کیا گیا' ہماری سرزمین' ہماری فوجیں' ہمارے ہوائی اڈے سب استعمال کیے گئے۔

دہشتگردی کی پگڑی اور تمغہ

میں نے انہیں کہا کہ تم لوگ ان سب باتوں پر غور اور سوچ کر لو آج وقت اگر کم ہے اور ابھی جواب نہیں دے

سکتے ہو تو کسی اور موقع پر اس کا تجزیہ کرو کہ یہ کہاں کا انصاف اور معیار ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہمیں تمغے دیتے اور اپنے سروں پر بٹھا کر رکھتے کہ تمہیں اتنے فائدے افغانستان اور پاکستان کی توسط سے ملے لیکن تم اتنے نمک حرام اور ناشکرے لوگ ہو کہ ہمیں تم نے تمغہ دیا کہ یہ دہشت گرد ہیں، ہمارے سر پر دہشتگردی کی پگڑی باندھی کہ یہ تخریب کار و دہشت گرد ہیں۔ اسی دہشتگردی (جہاد) کی برکت سے یہ سب کچھ تمہیں ملا ہے۔ اسوقت تو تم لوگ ہمیں سرخ قالینیں بچھایا کرتے تھے۔ صدر ریگن اور بڑے بُش کا حکم تھا کہ ان افغان مجاہدین کا استقبال کیا کرو۔ ہمارے بوڑھے اور بڑے ''دہشتگرد'' مولوی یونس خالص صاحب کو صدر نے وائٹ ہاؤس میں دعوت دی، وہ بھی الحمدللہ ڈر کا بچہ تھا جاتے ہی امریکی صدر کو اسلام کی دعوت دی۔

میں نے انہیں کہا کہ یہ سب حاصلات پانے کے بعد تم لوگ یکسر بدل گئے۔ اس رویہ کا جائزہ لو کہ ہمارا سب کچھ آج تمہیں برا لگتا ہے۔ تو ان باتوں کا میں نے ان پر بڑا اثر محسوس کیا۔ خاموشی سے سنتے رہے اور کسی قسم کی بحث نہ کی۔

ہمارے نظام مدارس اور مفت تعلیم پر تعجب:

ایک صبح ڈپٹی وزیر خارجہ کے ساتھ ہمارا برلن میں ناشتہ تھا اس نے مدرسوں سے متعلق کافی بات چیت کی۔ ہمارے وفد کے دیگر اراکین کو تو اس بارے میں زیادہ علم نہیں تھا۔ دینی مدارس کا نظام اور نصاب کا ذکر آتا تو میں ہی جوابات دیتا رہا۔ اتنے کم ظرف لوگ ہیں کہ اس نے ایک اعتراض کیا کہ آپ لوگوں نے یہ کیا تماشہ بنا رکھا ہے، لوگوں سے چندے بٹورتے ہو اور غریب غرباء کو بٹھا کر مفت تعلیم دیتے ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ تم مفت تعلیم دیتے ہو۔ میں نے حیرت سے سوچا کہ خدایا یہ کیسے عجیب لوگ ہیں کہ ایک طرف تو یہ شور و غوغا ہے کہ تعلیم عام کرو، دوسری طرف مفت تعلیم دینے پر تعجب کرتے ہیں تو میں نے اسے مختصراً بتایا کہ تم اسلام سے واقف نہیں ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ تعلیم بیچنے کی چیز نہیں ہے۔ تعلیم بیچی نہیں جائے گی بلکہ اسے مفت دیا جائے گا۔ اسلام تعلیم کو بنیادی ضرورت سمجھتا ہے۔ اس لئے ہم لوگوں سے چندے جمع کرتے ہیں۔ دامن پھیلاتے ہیں کہ تعلیم بیچنے کی چیز نہیں ہے۔ تم لوگوں نے اسے بیچنے کا شئے بنا دیا۔ اگر ہمارے مدارس میں کروڑ پتی بھی آئے وہ غریب نہ بھی ہو تو اسلام کہتا ہے کہ تعلیم پر اجرت نہیں لی جائے گی، ہمارے فقہاء کا یہ مسئلہ ہے کہ استاد اس تعلیم پر اجرت نہیں لے گا، امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے کہ یہ تنخواہ لینا بالکل حرام ہے۔ کیا تم لوگوں کا دین اور مغربی نظام اس بات کا تصور کر سکتا ہے؟ یہاں تو ٹیچر ایک ایک منٹ بیچتا ہے۔ ایک پیریڈ اس یونیورسٹی میں اور ایک کسی دوسری یونیورسٹی میں ایک ٹیلیفون پر شام تک اس نے علم بیچنے کے لئے ایک بازار لگا رکھا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تمہیں تو اس پر خوش ہونا چاہیے اور اسلام کے اس نظریئے کی تحسین کرنی چاہیے۔

دنیا دہشت گردی کے کنٹرول میں:

آگے اللہ تعالیٰ نے ایک موقع لندن میں دیا۔ وہاں بریڈفورڈ میں ایک یونیورسٹی تھی، جہاں ہمارے وفد کے

چند ارکان کی تقاریر کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ ہمارے چیئرمین مشاہد حسین کہیں رہ گئے اور اس موقع پر پہنچ نہ سکے، تو ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ اب تو بات آپ کے لئے رہ گئی۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ میں وہاں یونیورسٹی گیا' ہال میں سٹوڈنٹس ٹیچرز اور وائس چانسلر تک جمع تھے' انہوں نے ہمارا استقبال کیا۔ میں نے وہاں بھی اسلام مسلمانوں اور سلامتی کی باتیں کیں اور کہا کہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا میں آئے تو دنیا ساری دہشتگردی کے نرغے میں تھی۔ کسریٰ و قیصر اور فراعنہ وقت نے دنیا تباہ و برباد کر کے رکھ دی تھی۔ اسلام نے لوگوں کو ان سے نجات دلائی۔ اسلام کی یہ صدا تھی جہاں صحابہ جاتے اور لوگ آنے کی وجہ پوچھتے تو صحابہ کہتے تھے کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ لوگوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدا کی غلامی کی طرف لائیں۔ من عبادة العباد الی عبادة الله وحده۔

دینی اور عصری درسگاہوں میں تمہارا کردار

میں نے کہا کہ آج اگر تم لوگ ہماری تعلیم سے نالاں ہو تو یہ تم لوگوں کی وجہ سے ہے۔ یہ مدارس تم لوگوں کی بدولت قائم ہوئے اس لئے کہ جب تم ہندوستان آئے اور ہمیں غلام بنایا' نظام تعلیم کو علیحدہ علیحدہ کر دیا' تمام نظام تعلیم سیکولر بنا دیا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے مذہب قرآن وسنت اور اسلامی فقہ اور علوم کو نکال دیا تو ہم مجبور ہوئے کہ علیحدہ دینی ادارے قائم کریں' اگر تم یہ ظلم نہ کرتے تو آج یہ مدارس نہ ہوتے' جو تمہارے لئے دردسر بنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آؤ اب بھی اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو اس بات پر مجبور کرو کہ یہ تفریق ختم کر دیں' تمام دینی نصاب کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی ڈال دیں' اسلام کی تمام تعلیمات اور ضروریات عربی لغت فقہ وغیرہ عصری نظام تعلیم کو اس کا پابند کر دو کہ یہ سب کچھ اس میں شامل ہو تو خود بخود ان دینی اداروں کی الگ ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ تقسیم تو خود تم لوگوں نے کر رکھی ہے۔

بھائیو بات لمبی نہیں کرتا یہ نہ ختم ہونے والی جنگ ہے۔ یہ صرف میری توہین کا مسئلہ نہیں ہے' ایک لمبا سلسلہ ہے جہاں بھی ان کا بس چلے تو بے گناہ لوگوں کو گوانتاناموبے بھی پہنچاتے ہیں اور جہاں بس چلے تو اپنے پٹھو حکمرانوں کے ذریعہ گرفتار کرواتے ہیں۔ وزیرستان اور غاروں کے اندر بھی ان کو آرام سے نہیں چھوڑتے۔ کفار نے ایک فیصلہ کن معرکہ شروع کر رکھا ہے۔

فیصلہ کن کروسیڈ تہذیبوں کی جنگ:

صدر بش نے آغاز میں اس کے لئے کروسیڈ کا لفظ استعمال کیا تھا۔ کروسیڈ انتہائی تعصب کا لفظ ہے۔ عیسائیت نے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے جو صلیبی جنگیں لڑی ہیں۔ اس کے لئے یہ لوگ یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تہذیبوں کی جنگ ہے۔ تہذیبوں کی جنگ ہے تو میں نے بھی دو تین مقامات پر

بڑے بڑے اجتماعات میں علی الاعلان کہا جس میں پاکستانیوں کے سرکردہ لوگ تھے کہ تہذیبوں کی جنگ ہے تو اب ڈٹ جاؤ' ایک مٹھی کی بجائے دو دو مٹھی داڑھی رکھیں' پگڑیاں بھی بڑی بڑی لمبی باندھیں' چوکوں پر کھڑے ہو کر اذان دو اورنمازیں پڑھو۔اسلام کی تہذیب پر فخر کرو۔اس پر شرم نہ کرو کہ وہ برہنہ ہیں تو تم بھی برہنہ ہو جاؤ۔وہ ہماری عورتوں سے سڑکوں کے اوپر مارچیں کروانا چاہتے ہیں۔یہ میراتھن ریس ہے اور یہ نیکر پہنے ہیں' یہ سب ان کو خوش کرنے کی کوششیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس حکومت کو سمجھانا چاہا کہ تم اپنے دین وایمان کو بھی بیچتے ہو' خود کو روشن خیال بھی کہتے ہو' بیوی بیٹیوں کو ننگا کر کے سڑکوں پر نکالتے ہو' لیکن آقا خوش نہیں ہوتا۔آقا کہتا ہے کہ اسلام کی ساری جڑیں' شناخت اور نشانات پہلے مٹاؤ۔مادر پدر آزاد تہذیب کو یہ لوگ روشن خیالی کہتے ہیں۔

مغرب کی تاریک خیالی:

وہ (مغرب) تاریک خیال ہے' تمہاری روشن خیالی کے باوجود انہوں نے کیا صلہ دیا؟ مہمانوں کے ساتھ یہ سلوک ایک مولوی سے اتنا ڈرنا اور گھبرانا ناروا سلوک کرنا تو وہ خود تاریک خیال ہیں۔ان تاریک خیالوں کی خاطر تم اسلام اور تہذیب سب کچھ چھوڑتے ہو کہ وہ سیدھے ہو جائیں گے وہ بالکل سیدھے نہیں ہوں گے۔ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم جب تک انکی تہذیب کی پیروی نہ کی ہو وہ تم سے راضی نہیں ہوں گے۔تو ہم نے مسلمانوں سے کہا کہ اب تمہارا امتحان ہے۔

تہذیب و تشخص کی حفاظت اور آئیڈیل:

اپنی تشخص و تہذیب کی حفاظت کرو' شرماؤ مت میں نے جگہ جگہ یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ جب ایران فتح ہوا تو تمام عجمی سردار وغیرہ ایوان صدر میں جمع تھے کہ فاتحین آئے ہیں ان کی عادات کیسی ہوں گی؟ شہنشاہ کی ذریت اور عجمی سردار بیٹھے تھے۔کھانا لگایا گیا تھا' حضرت حذیفہ بن الیمانؓ بھی موجود تھے۔کھانے کے دوران ان سے ایک نوالہ گر گیا۔اب ساتھی پریشان ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم تو یہ ہے کہ نوالہ گر جائے تو چھوڑو مت' اٹھاؤ اور جھاڑ دو۔اللہ کی نعمت کی بے قدری مت کرو اور کھالو۔صحابہؓ کو پریشانی ہوئی کہ حذیفہؓ تو رسول ﷺ کی سنت تو نہیں چھوڑتے۔اس وقت یہ نہ کریں اس لئے کہ یہ سب ہمارے اوپر ہنسیں گے کہ یہ طلباء تو بھوکے لوگ ہیں' حذیفہ بن الیمانؓ کو ساتھیوں نے کہا کہ اس نوالے کو اس وقت چھوڑ دیں۔انہوں نے یہ بات سنی تو سخت ناراض ہوئے۔جو متوجہ نہ تھے ان کو بھی اس موقع پر متوجہ کیا۔نوالہ اٹھا کر کھڑے ہوئے کہا اے لوگوں میں اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت ان عجمی کتوں کے لئے چھوڑ دوں؟ ان عجمی کتوں کے لئے میں یہ سنت نہیں چھوڑ سکتا۔میں نے اہل یورپ کو کہا کہ تم بھی یہی سمجھو کہ یہ عجمی کتے ہیں اور یہ ظاہر کیا کرو کہ ان عجمی کتوں کے لئے ہم رسول اللہ ﷺ کی سنتیں نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔تم پائنچے اٹھانے پر شرمندہ ہوتے ہو۔رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ پائنچے ٹخنوں پر مت لٹکاؤ۔ایک صحابیؓ خود سے ایک کمبل لپیٹے ہوئے ٹخنوں کو چھپائے

ہوئے جا رہا تھا۔ پیچھے سے آواز آئی کہ اے فلاں پائنچے ٹخنوں سے اوپر کرو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ حضور ﷺ تھے جو فرما رہے تھے کہ تمہارے ٹخنے کمبل میں چھپے ہیں اسے باہر کردو۔ اس صحابی نے آپ کو کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو ایک میلا کچیلا کمبل ہے۔ اگر مقصد یہ ہے کہ غرور تکبر اور تفخر کپڑوں پر نہیں کرنا چاہیے تو اس کمبل پر کیا غرور و تکبر ہوگا۔ میں تو مزدور کسان ہوں مٹی میں ہر وقت لگا رہتا ہوں اگر یہ کمبل نیچے ٹخنوں پر آ بھی گیا تو اس سے تو مجھ میں تکبیر نہیں آتا یا یہ کہ وہ بیش قیمت کمبل تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ کانٹے سے یہ کمبل خراب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ اما لک فیّ اسوۃ بحث کیوں کیا کرتے ہو رسول اللہ ﷺ کی باتوں میں بحث نہیں ہونی چاہیے۔ کیا میری ذات (رسول اللہ ﷺ) میں تیرے لئے نمونہ (پیروی) نہیں؟ کیا میں تمہارا آئیڈیل نہیں ہوں۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ میں نے وہاں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا آئیڈیل بنادو' اپنی تہذیب' اپنا فیشن اور اپنی عادات واطوار تھامے رکھو کیونکہ امریکہ کہہ رہا ہے کہ یہ تہذیبوں کی جنگ ہے' اور وہ ہماری تہذیب مٹانا چاہتا ہے۔

دبے ہوئے مسائل: بہرحال یہ سلسلہ جاری ہے اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا خیر نکالا ہے۔ وہ مسائل جو دب گئے تھے اور مسلمان مرعوب ہوگئے تھے' طالب کا نام لینا' جہاد کا نام لینا اسلام کی بنیاد پرستی کا ذکر اسلامی مدارس کا ذکر اتنے زور وشور سے اس پر بحثیں شروع ہیں پاکستانی میڈیا بھی اس سے بھرا پڑا ہے۔ کالمز اور مضامین آرہے ہیں وہ موضوعات اللہ تعالیٰ نے زندہ کردیئے۔

موجودہ حکومت کی ناکام خارجہ پالیسی: موجودہ حکومت کو بھی اپنی خارجہ پالیسی کا پتہ چل گیا لیکن یہ تو غلامانہ ذہنیت ہے یہ لوگ یورپ کی جھولی میں پلے پھولے ہیں۔ ان کی گھٹی میں انہیں مغربی تہذیب پلائی جاتی ہے' یہ ان کے پروردہ لوگ ہیں ان کا ایک اپنا ذہن ہے' انہیں اپنے ذہن کی طرح مت سمجھو' تمہارے حکمران احساس کمتری میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کے آقا جب یہاں آئیں تو بڑی شان سے ان کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ تو چھوڑیئے اگر یہاں الیکشن بھی کرواتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اے ہمارے آقاؤ آکر دیکھ لو ہمارا الیکشن صاف وشفاف ہے یا نہیں۔ اگر ریفرنڈم بھی کرتے ہیں تو کہتے ہیں آئیں اپنے وفود بھیجیں انگریزوں امریکیوں نے جب تک کسی کام پر دستخط اور انگوٹھا نہ لگایا ہو تو یہ لوگ خود بھی کہتے ہیں کہ کام صحیح نہیں ہے۔ دولت مشترکہ وہاں سے انہیں کو گھسیٹتا ہے' غرض ہر کام میں ان کی مداخلت ہے۔ احکامات جاری کرواتے ہیں' کہ اس طرح کا سیاسی نظام ہونا چاہیے۔ اس طرح کی پارلیمنٹ ہونی چاہیے۔ یہ طور طریقے ہونے چاہئیں۔ اب ایسے لوگوں سے یہ توقع رکھنا کہ یہ غیرت کریں گے اور اس مسئلہ پر سٹینڈ لیں گے یہ کسی طور پر ممکن نہیں۔ ہمارے پاکستان کا وفد وزیر خارجہ کی سربراہی میں کل پھر یورپی یونین کے ساتھ مذاکرات کے لئے لکسمبرگ گیا۔ میں نے سینٹ میں بھی کہا کہ کم از کم اس وقت تو یہ ذلت مت اختیار کریں۔ ابھی تو وہاں مسئلہ تازہ ہے اور اخبارات اس واقعہ سے بھرے پڑے ہیں اور تم لوگ روانہ ہوچکے ہو۔ چند ڈالروں اور تجارتی

معاہدہ کے لئے ہمارا وزیر خارجہ پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا تا کہ ہمیں اقتصادی فائدہ پہنچے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حکمران جب اس حد تک پہنچ جائیں، اس کی قومی حمیت ختم ہوگئی ہو تو پھر وہ قوم کی کیا حفاظت کریں گے، یہ ایک جنگ ہے، ہم اسے اپنے طور پر لڑیں گے اور وہ اپنے طور پر لڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کو اور آپ لوگوں کے ایک خادم کو یہ موقع دیا کہ اس نے پھر یہ سب مسائل دوبارہ تازہ کر دیئے۔ یہ بہت بڑی بات ہے دارالعلوم پر اللہ تعالیٰ کا کرم اور آپ کی دعائیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس میں سرخرو کر دیا، ان کے دلوں میں بڑی دشمنی اور حسد ہے لیکن ان کے ہاتھ پاؤں اللہ نے مفلوج کر دیئے تھے۔ ورنہ تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ برطانیہ اور برلن وغیرہ سے بھی مجھے اٹھا سکتے تھے لیکن یہ آپ لوگوں کی دعائیں تھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ جنگ اسلام کے حق میں غلبہ کا ذریعہ بنائے۔ اسلام و کفر کے اس معرکہ میں اللہ اسلام کو کامیابی عطا فرمائے۔ اللہ ان طاقتوں (اسلامی) کو دوبارہ زندہ کروادے۔ یورپ کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کر دے جس طرح آج پیوٹن سرخ آنکھوں رو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تھوڑی مدت بعد آپ لوگ دیکھیں گے کہ اور بھی اسی طرح روئیں گے۔ یہ ایک امتحان بھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے نصرت سرخروئی اور غلبے کی دعائیں مانگنی چاہیے۔ ساتھ یہ بھی دعائیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم اور تمام دینی اداروں کو ان کے ضرر سے محفوظ رکھے۔ آپ ان حالات میں مزید بیدار رہیں، یہ اسلام کے قلعے ہیں۔ بالخصوص جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ ان کے دماغ میں سرفہرست ہے۔ یہ سب جزئیات ان کو معلوم ہیں اور وہ لوگ (مغربی) وہاں بڑے زور و شور سے پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں کہ یہاں پر دہشت گردی کی تلقین کی جاتی ہے۔ خطرات بھی ہیں اللہ تعالیٰ سے بڑی عاجزی کے ساتھ دعائیں کیجیے کہ ہمیں ان امتحانات کے چیلنجوں میں کامیاب و سرخرو کرے۔ (امین)

جناب پروفیسر طٰہٰ خان

مولانا سمیع الحق یورپ میں

ابھی تک یونین یورپ کی ہے اسلام سے خائف
مسلمانوں سے ملتی ہے سلوک امتیازی سے
اسے ہے عار مولانا سمیع الحق سے ملنے میں
خر عیسیٰ اڑی کرتا ہے اب تک اسپ تازی سے

(قطعہ)۔ مشرق ۲۴ اپریل ۲۰۰۵ء